پسرِ نوح با بدان بنشست + خاندانِ نبوتش گم شد
سگِ اصحابِ کہف روزے چند + پئے نیکاں گرفت مردم شد

یہاں تو صرف تبدیلیٔ فطرت ہی نہیں بلکہ قلبِ ماہیت کا منظر نظر آرہا ہے۔ ایک اور فارسی کا دوسرا شعر کسقدر مطابقِ واقعہ ہے کہ ؎

صحبتِ صالح ترا صالح کند + صحبتِ طالح ترا طالح کند

غرض بچہ کا جیسا ماحول ہوگا اسی طرف وہ رفتہ رفتہ جھکتا جائے گا اور آہستہ آہستہ اس کی "فطرت" اصلیہ فنا ہوتی جائے گی حتی کہ بلوغت کی سرحد تک پہنچتے پہنچتے اس غریب معصوم کی "فطرت" کا بیشتر حصہ فنا ہوجائے گا اور اب وہ معصوم سے غیر معصوم کہلانے لگے گا۔ تفسیر و تشریح فرمائی ہے۔ یا یوں سمجھئے کہ اپنے فرمان کی صحت و درستگی پر آیت قرآنی سے استدلال و استشہاد فرماکر مطلب کو بخوبی مدلل و مبرہن اور مقصد کو کماحقہٗ واضح اور "نُورٌ علیٰ نُور" فرمادیا ہے (صلی اللہ علیہ وسلم) ؎

حُسنِ یوسف، دمِ عیسیٰ، یدِ بیضا داری + آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

چہارم یہ کہ "فطرت" اصلیہ کے تبدیلی کی ممانعت و کراہت ثابت ہوتی ہے، وغیرہ

مندرجہ بالا ہر چہار بات سے ہمیں فی الحال صرف ۲ یعنی اسبات سے بحث کرنی ہے کہ "فطرت" اولیہ بدلتی بھی ہے۔ حدیث مندرجہ بالا سے صاف "صریحاً" اور آیت قرآنی سے ضمناً ثابت ہے کہ "فطرت" اصلیہ بدلتی ہے، یقیناً بدلتی اور ضرور بدلتی ہے۔ دن بدن لحظہ بلحظہ، دم بدم اور آن آن بدلتی ہے۔ ہر شخص کی بدلتی ہے، ہر انس و جن کی بدلتی ہے ہر عالم، ہر جاہل، ہر ولی، ہر شہید، ہر عابد، ہر زاہد اور ہر پیر و مرشد حتی کہ ہر انبیاء و رسل اور ہادی و رہنما کی بدلتی ہے۔ البتہ کسی کی کم، کسی کی زیادہ کسی کی بہت زیادہ اور کسی کی قطعاً و بالکلیہ ہی بدلجاتی ہے (مثلاً ابلیس لعین کی) لیکن بدلتی ہر انس و جن کی ہے (ثبوت آگے آتا ہے) ؎

آفتاب آمد دلیلِ آفتاب + گر دلیلے باید از وے رو متاب

ممکن ہے آپ گھبراہٹ میں بغیر تدبر و تامل بول اٹھیں کہ "فطرت" تو یہودی و نصاری اور مجوسی ہی ہونے پر بدلتی ہے مسلمان رہنے کی صورت میں نہیں بدلتی ہے۔ (باقی باقی)

مسئلہ جہاد پر اجمالی نظر

(از مولوی عبدالقیوم صاحب بستوی متعلم جماعت رابعہ مدرسہ رحمانیہ دہلی)

ناظرین کرام! آج دنیا ترقی کے بام عروج تک پہنچ گئی ہے لیکن یاد رکھنا چاہئے کہ ساری ترقیاں جو موجودہ صورت حالات میں جلوہ نما ہیں سب کی سب مسلمانوں خصوصاً عربوں کی ذہانت و ذکاوت کی شرمندہ احسان ہیں ان اصلی مسلمانوں اور سچے خدا پرستوں نے اپنی عظیم ترین قربانیاں کرکے اہل دنیا کو دنیا میں رہنے کا طریقہ بتلایا انھیں خدا والوں کے اعمال حق پرستانہ سے

آج ستر کروڑ کی تعداد میں مسلمان زندگی بسر کر رہے ہیں۔ ان کی ارتقائی منزلیں سب سے اعلیٰ وارفع تھیں ان کے سامنے دنیا ہاتھ پھیلا کر سرپیٹ کر حاضر ہوتی۔ پر انھوں نے اس کی طرف نظر نہ اٹھائی ان کی خدائی تلواریں ان کے کندھوں پر ہوتیں، جو عدو اللہ و رسولہ کے گردنوں کے لئے ہوتیں۔ ان کی بدنی زندگیاں بہت ہی کمزور ہوتیں کھانے پینے اور پہننے کا زیادہ شوق نہ ہوتا تھا لیکن باوجود اس کے ہیبت وصولت ربانی کا یہ حال ہوتا ہے کہ بڑی بڑی سلطنتوں کے ذی رعب بادشاہ لرز کر اپنی گردنیں فرط ادب سے جھکا کر عاجزانہ روش سے ان کے سامنے ہاتھ جوڑ کر حاضر ہوتے اللہ اللہ یہ کیا بات تھی کہ بڑی بڑی طاقتیں اور ستمگر گردنیں ان کے سامنے نیوہڑ گئیں دنیا ان سے لرز گئی بڑے بڑے ذی اقتدار امراء اور وسلاطین ان کے دربار میں حاضری دی بات تھی تو یہی تھی کہ انھوں نے راہ محبت الٰہی میں اپنے مال و جان کو قربان کیا اور راہ خدا میں اپنے سروں کی تجارت کی اپنے گھروں کو جھاڑو دیکر سب مال یکجا جمع کر کے خدا کی راہ میں حاضر کر دیا معصوم بچوں اور عورتوں کے لئے گھر میں ایک حبہ بھی نہ چھوڑا جس سے وہ دل ناصبور کو کھا پی کر تسکین دے لیتے یہ اسوہ ہائے اسلاف تھے جو جہاد کا نمونہ بن کر آئے۔ اور جو خدا کی نشانی بن کر ظہور پذیر ہوئے اور اس کے دشمنوں کو تیر کا نشانہ بنایا لیکن آج ہم مسلمانوں کی یہ حالت ہے کہ نہ تو اس کے راہ میں سرفروشی کر سکتے ہیں اور نہ مالی امداد سے دین قدیم کی تقویہ وقیام کا انتظام کرتے ہیں اور نہ اپنی زبانوں سے ستمگروں کے ہاتھ روک سکتے ہیں اور نہ پیغمبروں کے خلاف حقارت آمیز کلمات کو سنکر کچھ کہتے ہیں جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ دشمنانِ رسولؐ جری ہوتے جاتے ہیں اگرچہ امت محمدیہ میں اس وقت ہزاروں علما ایسے موجود ہیں جو سنجیدہ رجحانات رکھتے ہیں لیکن ان کی زبانیں خدا کے تابع نہیں بلکہ بندوں اور ذلیل انسانوں کے تابع ہیں لیکن ان سے یہ نہیں ہو سکتا ہے کہ مسلمانوں کی ذلت کا مسئلہ صاف وستھرا کر دیں ان سے یہ نہیں ہو سکتا لوگوں کے خشک دلوں کو تازہ حیات بخشیں میں کہتا ہوں اور صاف کہتا ہوں ایسے مولوی رسول علیہ السلام کے فرمان کے مطابق بدترین انسانوں میں سے ہیں۔

شر الناس شرار العلماء۔ لوگوں کا سب سے زیادہ برا۔ بڑا عالم ہے جس کے پاس دل ہے لیکن زبان نہیں۔ ایسے لوگ ہمیشہ امرا اور سرمایہ داروں کے اشارہ ابرو کو حرکت تقدیر کا نمائندہ تصور کرتے ہیں۔ پس میں اپنی کھلی زبان سے جہاد کی حقیقت اور اس کے فضائل ونتائج واصول مسلمانوں کے سامنے پیش کر کے ان کے دلوں میں تازہ حیات پیدا کرنا چاہتا ہوں۔ درحقیقت مسلمانوں کی ساری کمزوریاں جہاد ہی سے درست ہو سکتی ہیں جسکو میں ضروری تشریحات سے پیش کرونگا۔

جہاد کی تعریف شاہ ولی اللہ صاحب یوں بتلاتے ہیں "قوائے ظاہرہ اور باطنہ کا خدا کی راہ میں صرف کرنا۔ جہاد ایک لفظ عام ہے خواہ زبان سے ہو خواہ اموال سے ہو خواہ شمشیر برہنہ سے ہو ان تینوں معنوں کو یہ حدیث شامل ہے جاھدوا المشرکین باموالکم وانفسکم والسنتکم مشرکوں سے مال وجان اور زبان سے جہاد کرو۔ اس جگہ سے جہاد تین قسم میں منقسم ہو گیا لسانی مالی۔ جانی۔ جہاد لسانی کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ خدا کی سچائی کو پھیلایا جائے اور انسانی ظلم وجور کو دفع کیا جائے اور یہ بذریعہ زبان کے ہو۔

انبیائے کرام اور جہاد لسانی۔ دنیا میں جتنے رسولؑ و نبی بھیجے گئے انھوں نے اپنے فرائض کی انجام دہی جہاد لسانی اور وعظ ہی سے شروع کی اور اپنی زبانوں سے بندگان آلہی کو نافرمانی سے روکا اور ان کو سچا راستہ بتایا حضرت نوح علیہ السلام نے ساڑھے نو سو برس تک لوگوں کو ہدایت پر لانے کی کوشش کی اور گہری مصیبتوں کے باوجود انکو اپنی زبان سے سمجھاتے رہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بھی اپنے مقصد عالی کو اسی سے شروع کیا اور موحدانہ کلمات کی تشہیر حق و صداقت کا اعلان و نشر بذریعہ مواعظ و خطب کے لوگوں تک پہنچانے کے لئے سعی جمیل کی۔ اور فرعون کے تخت کے سامنے خدا کی بخشی ہوئی قوت تاثر سے ان لفظوں میں اعلان حق و صداقت کیا اور ان کو عین اس وقت نصیحت و موعظت کیا جس وقت انھوں نے حق کا مقابلہ کرنا چاہا قال لھم موسیٰ ویلکم لا تفتروا علی اللہ کذبا فیسحتکم بعذاب وقد خاب من افتریٰ ان سے موسیٰ نے کہا تمہاری خرابی ہو خدا پر جھوٹ کا الزام مت لگاؤ اگر تم ایسا ہی کرتے رہوگے تو تمہیں عذاب دیکر ہلاک کر دیگا یقیناً وہ شخص نامراد ہے جو خدا پر افترا باندھتا ہے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بھی اپنا کام جہاد لسانی ہی سے شروع کیا اور ہمیشہ بت پرستوں کو صراط مستقیم پر لانے کی کوشش کی اور آخری عمر تک وعظ ہی کرتے رہے اور اپنے باپ آذر کو تنبیہ کرتے تو زبان ہی سے ان کلمات طیبات میں یا ابت لم تعبد ما لا یسمع ولا یبصر ولا یغنی عنک شیئاً اے باپ آپ اس کی عبادت کیوں کرتے ہیں جو سن بھی نہیں سکتے اور دیکھ بھی نہیں سکتے اور نہ تم سے کسی قسم کی مدافعت کر سکتے ہیں بت پرستوں اور کواکب پرستوں نے تصدیق نبوت کے بجائے ان کا انکار کیا اور جلانے کیلئے آگ سلگائی اور ان کی ہلاکت و بربادی کے مشورہ کئے۔

حضرت مسیح علیہ السلام نے بھی اپنے کاروبار الٰہی کو جہاد لسانی ہی سے شروع کیا اور احکام خداوندی پر عمل کرنے کی لوگوں کو تلقین کی ظالم یہودیوں پلاطوس کے بے رحم سپاہیوں نے انھیں تکالیف اور مصیبتوں کے بار سے بوجھل کر دیا۔

یوسف علیہ السلام کو بھی زندان مصائب میں لوگوں کو بذریعہ جہاد لسانی صحیح طریقہ پر لانے کی فکر دامن گیر ہوتی ہے اور خدا کی وحدانیت قیدخانہ میں بھی پھیلاتے رہے۔ یصاحبی السجن ءارباب متفرقون خیر ام اللہ الواحد القہار ما تعبدون من دونہ الا اسماء سمیتموھا انتم وآباءکم ما انزل اللہ بھا من سلطان ان الحکم الا للہ امر الا تعبدوا الا ایاہ ذالک الدین القیم ولکن اکثر الناس لا یعلمون۔ اے یاران مجلس کیا تم نے یہ بھی سوچا ہے کہ الگ الگ معبود بہتر ہیں یا ایک خدا جو سب پر غالب ہے اس کے سوا جن کی تم عبادت کرتے ہو ان کی حقیقت اس سے زیادہ نہیں کہ دو معدود نام ہیں جن کو تم اور تمہارے دادوں نے رکھ لیا اللہ نے جس کی کوئی وجہ نہیں اتاری حکومت محض خدا کی ہے اس کا حکم یہ ہے کہ تم اسی کی عبادت کرو یہی سیدھا راستہ ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔ غرض جتنے انبیاء کرام و رسل عظام دنیا میں تشریف لائے وہ ہمیشہ جہاد لسانی یعنی وعظ کرتے رہے اور آخر میں رخصت بھی ہوئے تو نصیحت ہی کرتے گئے +

آخر میں آخری نبی نے بھی اپنا کام جہاد لسانی ہی سے شروع کیا اور باطل دعوے کا راز طشت از بام کیا مشرکین و کفار نے انسانیت سوز

حرکات سے آپ کو بیجا تکلیف دی اور طائف کے ناسمجھ سواد عبد یالیل ثقفی نے جگر سوز مظالم کئے پر آپ نے اپنی تحریک الٰہی جاری و ساری رکھی اور تئیس سال کی پیہم کوششوں کے بعد جہاد لسانی کا پھل چکھا۔

قانتیں امت اور جہاد لسانی۔ سید العاشقین اول المسلمین افضل البشر بعد الانبیا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ دروازہ موت پر ہیں لیکن آپ کی زبان سے یہ حکیمانہ قول جاری ہے۔ الحی احوج الی الجدید من المیت انما للمھنتہ والصدید یعنی زندہ آدمی نئے کپڑے کا زیادہ حاجتمند ہے بنسبت مردہ کے کفن تو پیپ وخون کے لئے ہے۔ آپ نے یہ کلمہ اس وقت فرمایا تھا جب کہ حضرت عائشہ صدیقہ نے کپڑوں کے پرانے ہونے کے متعلق کہا تھا۔ اگرچہ یہ کلمہ جہاد لسانی سے بظاہر زیادہ تعلق نہیں رکھتا لیکن اگر غور کیا جائے تو فی الحقیقت جہاد لسانی سے یہ بہت کچھ تعلق رکھتا ہے۔

باب العلوم النبویہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے وفات سے کچھ پہلے اپنے لخت جگر حسن اور اپنی جملہ اولاد کو وصیت کیا تو جہاد لسانی کے ذریعہ کی آپ فرماتے ہیں جہاد فی سبیل اللہ جہاد فی سبیل اللہ کو لازم پکڑو یعنی اللہ کی راہ میں جان ومال سے جہاد کرتے رہو اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو لازم پکڑو۔ فقراء و مساکین کو اپنی روزی میں شریک رکھو غلاموں کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنا خدا کے بندوں پر شفقت کرو جب بات کرو تو شیریں لہجہ میں کرو خبردار آپس میں پھوٹ نہ ڈالنا۔ یتیموں کا خیال رکھنا پڑوسیوں کو نہ بھولنا، اللہ کی رسی مضبوطی سے تھامے رہنا قرآن پر عمل کرنے میں کوئی تم سے بازی نہ لیجائے۔ نماز دین کا ستون ہے اس میں ہرگز تغافل نہ کرنا۔ اللہ اللہ مرتے وقت بھی جہاد لسانی اور امر بالمعروف نہی عن المنکر پر پورے طور سے عامل ہیں اور ان ٹھوس نصیحتوں پر تعمیل لازم کی گئی ہے اور حفاظت کی حیثیتوں سے ہمیشہ دامن بچانے کی وصیت کی گئی ہے مخلوق خدا کے ساتھ احسان و بھلائی پر زور دیا گیا ہے

شیر اسلام حبیب رسول حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ زندگی کے آخری لمحہ میں بھی جہاد لسانی کو نہیں بھولتے آخری کلمہ آپ کی زبان سے یہ نکلا کہ غیر مسلم رعایا کے ساتھ نیک برتاؤ رکھنا فتنۂ خلق وقدم قرآن کے موقعہ پر سیدنا حضرت امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ برابر کہتے رہے القرآن غیر مخلوق آپ کو طرح طرح کی کٹھن مصیبتیں دی گئیں، پر آپ کا قدم جادۂ ثبات سے ڈگمگایا نہیں اگرچہ مامون اور اس کے ہمنوا اپنی علمی وعقلی بلند پروازیوں کی بنا پر ثریا سے سبقت لے گئے تھے اور لوگوں کو اپنی باطل قوتوں سے اپنے دام میں پھنسانے کی انتہائی کوشش کر رہے تھے لیکن خدائے عزوجل نے روز ازل ہی سے اس کام کے انجام دینے کیلئے چند مخصوص افراد کو چن لیا تھا اور عین فساد کے وقت ایسی جانفروش جماعتیں پیدا کر دیں جو حق وصداقت کے عشق میں مضطرب اور جہاد فی سبیل اللہ کے جوش سے دیوانہ وار تھیں۔

حضرت امام عبدالعزیز مکی کو بھی یہ واقعہ سنکر خلجان پیدا ہوا اور ان کے دل میں امر بالمعروف نہی عن المنکر کی آگ بھڑک اٹھی وہ بھی بغداد پہنچے اور اپنے مفید اور کارہ مناظرہ سے معتزلیوں کو خاموش کرنے لیے ٹھوس عقائد پیش کرتے ہیں جس کو سنکر مامون محو ہو جاتا ہے وہ نظریں جو قبر ولحد کیلئے تھیں خود مسحور و مقہور ہوگئیں سچ تو یہ ہے کہ اس شخص کی بات کو کیسے تسلیم کیا جا سکتا ہے جسکے استدلال کے قصر کی بنیاد خام خیالی پر رکھی گئی ہو۔ اگرچہ شیر مولیٹی جیسے معرا از ہوش پاگلوں کی کمی نہیں تھی جو اپنے دل کے عمق میں اس